زرتشتیت
ایک تعارف
Zoroastrians Worship Fire
حافظ محمد شارق
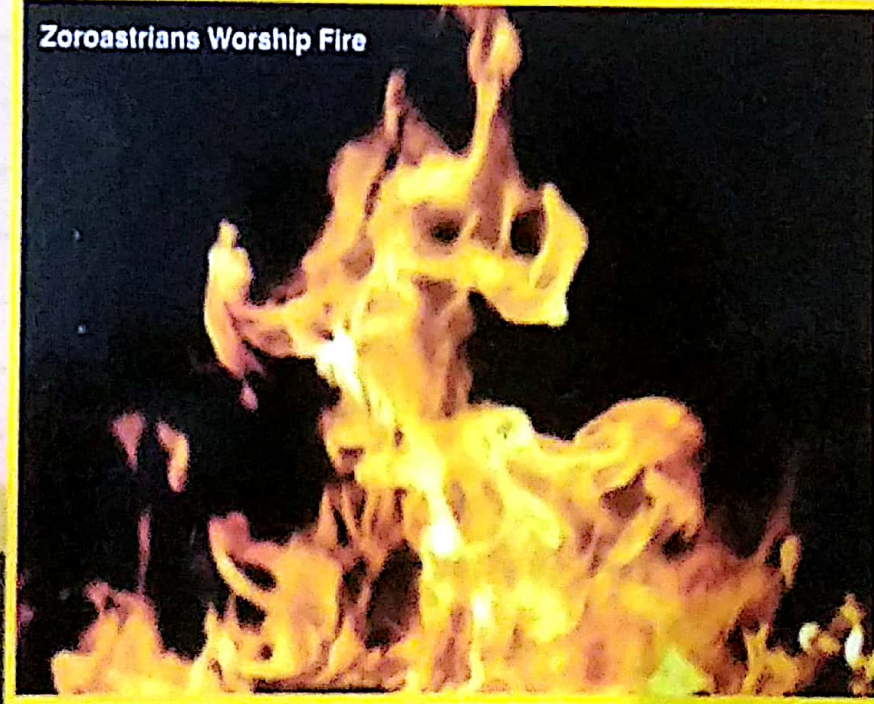
مطبوعات ہیومن ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) نمبر ۱۵۲۹

نام کتاب	:	زرتشتیت — ایک تعارف
مصنف	:	حافظ محمد شارق
صفحات	:	۱۶
اشاعت	:	جولائی ۲۰۱۸ء
تعداد	:	۱۱۰۰
قیمت	:	-/۱۶ روپے
ناشر	:	مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز

ڈی ۳۰۷، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی — ۱۱۰۰۲۵

فون: ۲۶۹۸۱۶۵۲، ۲۶۹۸۳۳۴۷

E-mail: mmipublishers@gmail.com

info@mmipublishers.net

Website: www.mmipublishers.net

مطبوعہ	:	ایچ۔ ایس آفسٹ پرنٹرز، نئی دہلی — ۲

ISBN 81-8088-741-3

ZARTUSHTEEAT-EIK TAARRUF (Urdu)

By: Hafiz Muhammad Shariq

Pages: 16

Price: ₹16.00

ترتیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

کثیر مذہبی معاشرہ میں رہنے والوں کے درمیان بہتر تعامل کے لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انھیں ایک دوسرے کے مذاہب کے بارے میں علم ہو۔ان کے عقائد اور بنیادی قدروں سے واقفیت ہو اور ان کی رسوم وروایات کی وہ جانکاری رکھتے ہوں۔اس سے مطالعۂ مذاہب کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نے مختلف مذاہب کے تعارف پر متعدد کتابیں شائع کی ہیں۔ان میں عالمی مذاہب (یہودیت اور عیسائیت) بھی ہیں اور ہندوستانی مذاہب (ہندومت، جین مت اور بدھ مت وغیرہ) بھی۔زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

جناب حافظ محمد شارق (لاہور) مطالعۂ مذاہب سے خصوصی دل چسپی رکھتے ہیں۔ سنسکرت اور دیگر مذہبی زبانوں سے واقفیت کی بنا پر مذاہب عالم کے صحائف پر ان کی گہری نظر ہے۔انھوں نے مذاہب کا تحقیقی مطالعہ کیا ہے اور اپنے نتائج تحقیق کو کتابوں کی صورت میں اپنے ادارہ — ادارۂ تحقیقات مذاہب (Center for Interfaith Research) سے شائع کیا ہے۔اہم بات یہ ہے کہ ان کا مطالعۂ مذاہب سنجیدہ اور معروضی ہے۔ان کی تحریروں میں دیگر مذاہب کے خلاف نفرت انگیزی نہیں پائی جاتی۔

جناب محمد اقبال ملا، سکریٹری مرکزی شعبۂ دعوت، جماعت اسلامی ہند نے فاضل مصنف سے رابطہ کیا اور اس کتاب کی، ہندوستان میں مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز سے اشاعت کے لیے منظوری حاصل کرلی۔جناب شیخ معز الدین (رکن جماعت اسلامی ہند، بیڑ، مہاراشٹر) اس معاملے میں واسطہ بنے۔ہم ان تمام حضرات کے شکر گزار ہیں۔

برادرانِ وطن میں دعوت کا کام کرنے والوں کے لیے مذاہب کے تعارف پر مشتمل ان کتابوں کا مطالعہ ناگزیر ہے۔امید ہے، ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے گا۔

زرتُشت ازم - ایک تعارف

زرتشتیت یا زرتشت ازم ایک قدیم مذہب اور فلسفہ ہے جو' زرتشت' (Zoroaster) نامی ایک شخص سے منسوب ہے۔ اس مذہب کے ماننے والوں کو' پارسی' کہا جاتا ہے۔ زرتشتیت کا وجود ایران، آذربائی جان، بھارت، پاکستان اور اس کے اردگرد کی ریاستوں میں ہے۔ نیز دنیا کے دیگر خطوں میں بھی یہاں سے ہجرت کر جانے والے پارسیوں کی ایک بڑی تعداد آباد ہے۔

تاریخ

زرتشت کے زمانے کا اندازہ چھ ہزار قبل مسیح سے چھٹی صدی قبل مسیح تک کا لگایا جاتا ہے۔ بعض ماہرین کا یہ بھی خیال ہے کہ زرتشت دراصل ایک لقب ہے، جو قدیم ایرانی تہذیب میں مختلف پیغمبروں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ممکن ہے، آخری زرتشت چھٹی صدی قبل مسیح میں ہوں۔ بہرحال چھٹی صدی قبل مسیح کی ہی تاریخ کو درست مانتے ہوئے ہم اس زمانے سے پہلے کے مذہبی رجحانات کا جائزہ لیتے ہیں۔

چھٹی صدی سے قبل ایران میں کوئی خاص مذہب رائج نہ تھا، بلکہ یہاں مظاہر پرستی اور مشرکانہ مذاہب کی مختلف صورتیں رائج تھیں۔ یہاں وسط ایشیا سے ہجرت کر کے آنے والی قوم آریا آباد تھی اور ان کا مذہب مشرکانہ تھا۔ حیوان، سورج، چاند، آگ، پانی، ہوا، سیارے، آباو اجداد اور قبائلی دیوتاؤں کو پوجنے کا عام رواج تھا۔ یہ تقریباً ویسا ہی مذہب تھا جو اس دور میں ہندوستان میں رائج تھا۔

زرتشت کے زمانے کا درست اندازہ تو نہیں لگایا جاسکا، تاہم ماہرین کا خیال ہے کہ یہ زمانہ چھٹی صدی قبل مسیح کا ہے۔روایات کے مطابق زرتشت آذر بائی جان میں پیدا ہوئے۔ مختلف علوم وفنون سیکھنے کے بعد وہ گلہ بانی میں مصروف ہو گئے،لیکن ان کا دل خدمت خلق کی طرف مائل تھا۔وہ جوانی میں ہی اپنے آبائی مذہب سے غیر مطمئن تھے۔وہ انسان سے متعلق کئی اہم مسائل پر غور وفکر کیا کرتے تھے،لیکن انھیں اپنے سوالوں کا کوئی جواب نہیں مل سکا۔بیس سال کی عمر میں وہ کسی پہاڑ میں گوشہ نشین ہو گئے۔ایک مدت کے بعد انھیں معراجِ آسمانی نصیب ہوا اور انھیں وہ مقدس کلمات الہام ہوئے جو ان کی تعلیمات کا مجموعہ 'گاتھا' کی بنیاد ہیں۔ گاتھا وہ مقدس نظمیں ہیں جو زرتشت سے منسوب کی جاتی ہیں۔

زرتشت نے کائنات میں جاری خیر اور شر کی کش مکش کو اپنی دعوت کا خاص موضوع بنایا۔انھوں نے متضاد جوڑوں، جیسے خیر اور شر، روشنی اور تاریکی، نیکی اور بدی کی صورت میں اپنا فلسفہ بیان کیا۔دس سال کی تبلیغ کے بعد بھی انھیں خاص کام یابی حاصل نہ ہوسکی۔ چنانچہ اس کے بعد وہ بلخ کے بادشاہ گستاشپ (Vishtaspa) کے پاس اپنا پیغام لے کر گئے۔ بادشاہ کے درباری علماء نے زرتشت سے مناظرہ کیا،جس میں زرتشت نے دلائل کے ساتھ اس وقت کے مروّجہ مذہب کو باطل ثابت کر دیا، چنانچہ بادشاہ نے ان کا مذہب قبول کرلیا۔اس کے بعد یہ مذہب تیزی سے ترقی کرنے لگا۔ایک بڑی تعداد میں ان کے مخالفین ہونے کے باوجود ان کا مذہب ایران کے ایک بڑے حصے تک پھیل گیا۔اسی اثنا میں اس وقت کی ایک سلطنت توران اور ایران کے مابین جنگ شروع ہوگئی اور ایک تورانی نے موقع پا کر زرتشت کو قتل کر دیا۔اس وقت ان کی عمر تقریباً ستّر (۷۷) سال تھی۔

زرتشت کی وفات کے بعد ان کے مذہب کی جو صورت حال رہی اس کے بارے میں تاریخی تسلسل کئی جگہوں سے منقطع ہے۔زرتشت مذہب مشرقی ایران ہوتے ہوئے کچھ ہی عرصے میں ایران کے مغربی حصے میں پہنچا۔ یہ علاقہ سیاسی وتہذیبی اعتبار سے متاثر کن حیثیت رکھتا تھا، یہاں کے مذہبی طبقے 'مغ' نے اس مذہب کو قبول کرلیا، مغوں کی حیثیت وہی ہے جو ہندوستان میں برہمنوں کی ہے۔ مغوں کے قبول زرتشتیت سے اس مذہب کی سرکردگی اس

طبقے کے ہاتھ آئی تو انھوں نے اسے اپنی قدیم روایات اور عقائد کے ساتھ پیش کیا۔ مورخین نے مغوں کی جو مذہبی خصوصیات لکھی ہیں وہ سبھی زرتشت مذہب کا حصہ بنتی گئیں۔

ایران کی بڑی سلطنت ہخامنشی (550-330BC) کے حکم ران بھی اسی مذہب کے پیروکار تھے۔ زرتشت کی تعلیمات پر مبنی کتابوں میں ہمیں توحید کا تصور اور کثرت پرستی کی تردید انتہائی واضح الفاظ میں ملتی ہے، لیکن ہخامنشی کے دور کے جو کتبات دریافت ہوئے ہیں ان میں آگ کی تعظیم اور دیوتاؤں کی حمد وثنا کا ذکر ملتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ توحید کا وہ واضح تصور، جو زرتشت نے قائم کیا تھا، ایران کے قدیم مذہب کے اثرات کے آگے زیادہ عرصہ نہ ٹھہر سکا، اور ہخامنشی سلطنت کے آخری دور میں اس مذہب میں بہت سے عوامی رجحانات اور ایران سے قدیم مذہب کے اثرات داخل ہو چکے تھے۔ چنانچہ زرتشت کی مقدس کتاب 'اوستا' کا وہ حصہ، جو اس دور کے مذہب کی ترجمانی کرتا ہے، قدیم منظومات کے برعکس کئی دیوتاؤں کے ذکر سے پُر ہے۔ قربانی، سوم رس (مقدس مشروب) اور دیگر رسوم میں بھی زرتشتیت اور قدیم مذہب میں زیادہ فرق نہیں رہا تھا۔ 330BC میں ہخامنشی سلطنت کا خاتمہ سکندر اعظم (356-323BC) کے ہاتھوں ہوا اور ایران میں یونانی حکم رانوں کا تسلط قائم ہوا۔ سکندر اعظم نے اس دور میں عظیم لائبریری 'پرسیپولس' کو بھی تباہ کر دیا تھا، جہاں زرتشت مذہب کی مذہبی کتابیں کتبات میں لکھ کر محفوظ کی گئیں تھیں۔ اس کے بعد ایک طویل عرصے تک ایرانی تہذیب یونان کی مرہون منت رہی، چنانچہ وہ یونانی تہذیب سے بہت متاثر ہوئی۔ اس دور کے بعد زرتشت مذہب کی تاریخ کا بڑا حصہ نامعلوم ہے۔ سوائے اس کے کچھ معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ اس دور میں اس مذہب میں کئی ایسے یونانی دیوتاؤں کا وجود ملتا ہے جو اس سے پہلے اس مذہب میں نہیں تھے۔ 247BC میں اشکان اول (250-211BC) نے یونانی سلطنت کا خاتمہ کر کے 'پارتھیا' سلطنت قائم کی۔ اس سلطنت کے حکم رانوں کا مذہب بھی زرتشتیت تھا۔ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ انھوں نے بھی اپنے مذہب کی ترویج یا تنظیم نو کے لیے اقدامات کیے ہوں گے، تاہم یہ یقینی ہے اس سلطنت کے آخری زمانے کے بادشاہ ولاش اول (Vologases I of Parthia51-78CE) نے اوستا کو مرتب کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اس اوستا کی تاریخ میں کوئی معلومات نہیں ہے۔ یہ سلطنت 224CE

میں زوال کا شکار ہوئی اور ساسانی خاندان کی حکومت قائم ہوئی۔ ساسانی حکومت نے اپنے دور میں زرتشت مذہب کے استحکام اور ترقی کے لیے کئی اہم اقدامات کیے، زرتشتیت کی مقدس کتابیں، جو مختلف حصوں میں روایتاً موجود تھیں، انھیں اکٹھا کیا گیا اور مقدس کتاب 'اوستا' مرتب کی گئی۔ مذہبی و معاشرتی امور میں عوام کی رہنمائی کے لیے مذہبی رہنماؤں کا بھی ایک نیٹ ورک قائم کیا گیا، جس کے مطابق عوام کے سب سے قریب مذہبی طبقہ مغ تھا جن کا کام فتوے صادر کرنا، مذہبی رسوم کی ادائیگی، صلاح و مشورے دینا اور لوگوں کے باہمی جھگڑوں کو سلجھانا تھا۔ عبادت کے لیے آتش کدے قائم کیے گئے تھے جس کے سربراہ کو 'مغانِ مغ' کے معزز لقب سے پکارا جاتا تھا۔ ہر ضلع کے لیے ایک رہنما مقرر تھا جسے 'موبد' کا لقب دیا جاتا تھا۔ جب کہ تمام موبد کے سربراہ کو 'موبدانِ موبد' کہا جاتا تھا جسے مذہب و شریعت کی تشریح میں اتھارٹی حاصل ہوتی تھی۔ نماز ادا کرانے کے لیے ایک مخصوص عہدہ ہوتا تھا جس کو 'ہیربذ (خادم النار)' کہا جاتا تھا۔ فقہی مسائل میں لوگوں کی رہنمائی جن مذہبی ماہرین کے ذمے تھی انھیں 'دستور' کہا جاتا تھا۔ ساسانی خاندان کا یہ دور زرتشت مذہب کا سنہرا دور کہلاتا ہے۔ اسی دور میں زرتشت مذہب ایران کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔ اس دور میں ایران کی ایک عظیم تہذیب کھڑی ہوئی جو اپنے دور کی دیگر رومی اور چینی تہذیب سے کم نہ تھی۔

زرتشتیت کی تنظیم نو کا یہ عمل مختلف ادوار میں ہوتے ہوئے شاپور اول (240-242CE) کے دور تک چلتا رہا۔ اس زمانے میں ثنویت پسند مکتب فکر غالب آچکا تھا اور وہ مقدس کتابیں، جو اس دور میں علماء کے حافظوں کی مدد سے پہلوی زبان میں مرتب کی گئیں، اس میں ثنویت پسندی کا رجحان غالب رہا۔ ثنویت سے مراد خیر و شر کے دو خدا: ہورامزد (خیر) اور اہرمن (شر) کا وجود ہے۔

چھٹی صدی عیسوی میں دنیا کی ایک بڑی طاقت اسلام کا ظہور ہوا۔ اس دور میں ایران میں خسرو پرویز (590-628/6H) کا اقتدار ختم ہوا تھا۔ اس کے بعد ایران کو کئی مسلم فاتحین کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے ساتھ ہونے والی جنگوں میں انھیں ناکامی ہوئی اور ایران مسلمانوں کی زیر نگیں آ گیا۔ مسلمانوں نے یہاں زرتشت مذہب کے پیروکاروں کو مذہبی آزادی دی

اور یہ لوگ جزیہ ادا کرنے کی صورت میں اپنے عقائد پر قائم رہ سکتے تھے۔لیکن ایران میں اسلام کے بعد زرتشت مذہب کا چراغ بالکل بجھ گیا اور ایک بڑی تعداد نے اسلام قبول کرلیا۔اور سوائے ایک قلیل گروہ کے ایران میں زرتشت مذہب ختم ہو گیا۔900CE کے لگ بھگ ایران اور اس کے گرد و نواح میں باقی رہ جانے والے زرتشت پیروکار ہندوستان ہجرت کر گئے، جہاں انھیں مخصوص شرائط کے ساتھ گجرات میں آباد ہونے کی اجازت مل گئی۔ یہاں یہ لوگ پارسی (فارسی) کہلائے۔ ہندوستان میں پارسیوں نے اپنی کئی مذہبی کتابوں کا گجراتی زبان میں ترجمہ کیا اور اپنے مذہب پر خاصا کام بھی کیا، جس کے نتیجے میں ان کے ہاں ایک 'علم الفقہ' کا ایک بڑا دفتر تیار ہو گیا۔سترہویں صدی عیسوی میں جب یورپی اقوام نے ہندوستان پر قبضہ کیا تو یہاں پارسیوں نے ان کے ساتھ تجارتی تعلقات قائم کر لیے اور جلد ہی وہ معاشی اعتبار سے انتہائی مستحکم ہو گئے۔ اس وقت پارسیوں کی تعداد ایک اندازے کے مطابق ایک لاکھ تیس ہزار ہے۔

مذہبی کتب اور دیگر اہم کتب

زرتشت مذہب کی مذہبی اور مستند کتاب 'اوستا' ہے، جسے الہامی مانا جاتا ہے۔اس مذہب کی بنیاد اسی کتاب پر ہے۔ مذہبی رسوم میں بھی اسی کی تلاوت کی جاتی ہے۔لیکن اوستا کے علاوہ بھی کئی ایسی کتابیں ہیں جو اس مذہب کا اہم ماخذ سمجھی جاتی ہیں۔

۱۔ژند اوستا (Zend Avesta): اوستا جناب زرتشت کے اقوال اور اس دور کے حالات پر مبنی ہے۔ بائبل کی طرح یہ کتاب بھی کئی ادوار پر مشتمل ہے۔ یہ دراصل دین زرتشت کی مذہبی ادبیات کا ایک مکمل مجموعہ ہے جو کئی کتابوں پر مشتمل ہے، جن میں اہم ترین کتاب یاسنا ہے۔ پارسیوں میں آگ کی پرستش کو یاسنا کہا جاتا ہے۔ یاسنا نام کی کتاب اسی عبادت کا ہدایت نامہ ہے جو بہتّر (۷۲) ابواب پر مشتمل ہے۔ان ابواب کو 'حد' کہا جاتا ہے۔اس کتاب میں خدا اہورا مزدا کی حمد و ثنا اور دعائیں وغیرہ شامل ہیں۔اسی یاسنا کا ایک حصہ، جو سترہ (۱۷) مناجات پر مشتمل ہے، 'گاتھا' کہلاتا ہے۔گاتھا کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ مناجات خود زرتشت کو الہام ہوئے تھے۔ یہ حصہ توحید کو بڑی شد و مد کے ساتھ واضح طور پر

بیان کرتا ہے۔

زرتشت مذہب کی ایک اہم کتاب 'دین کرد' کے مطابق اوستا میں اور بھی کئی حصے تھے، لیکن وہ حصے اب دست یاب نہیں ہیں۔ موجودہ اوستا کہاں سے نقل کی گئی ہے؟ اس بارے میں بھی کوئی حتمی رائے نہیں ہے۔

۲۔ دساتیر: پارسیوں کے فرقے اشراقی کے نزدیک اوستا کے بعد ان کے ہاں دوسری مذہبی کتاب 'دساتیر' مانی جاتی ہے۔ یہ کتاب پندرہ (۱۵) صحائف پر مشتمل ہے، جو پندرہ مختلف وخشور (مذہبی رہ نماؤں) سے منسوب ہے۔ روایات کے مطابق ان کا تعلق قدیم دور سے تھا۔ اس کتاب میں توحید اور مظاہر پرستی دونوں کی تعلیمات ملتی ہیں۔

۳۔ شاہ نامہ: شاہ نامہ کے معنیٰ شاہ کے بارے میں نی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ فارسی زبان کے ادبی سرمائے سے تعلق رکھتی ہے، لیکن زرتشت مذہب میں بھی اس کی ایک خاص اہمیت ہے۔ اس کی وجہ اس کتاب میں مذکور اُن شخصیات کا تذکرہ ہے جنھیں زرتشت مذہب کے پیروکار بھی خدا کے نیک بندے مانتے ہیں۔ یہ کتاب ایک شاعرانہ تصنیف ہے جو فارسی کے ممتاز شاعر فردوسی (940-1020CE) نے لکھی ہے۔ اس شعری مجموعے میں قدیم ایران (فارس) سے لے کر اسلامی سلطنت کے قیام تک کی تہذیبی وثقافتی تاریخ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ مجموعہ تقریباً ساٹھ ہزار (۶۰,۰۰۰) سے زائد اشعار پر مشتمل ہے۔

۴۔ دینکرد: دینکرد (Dēnkard) موجودہ زرتشتیت کی ایک اہم کتاب ہے، جو اوستا کا خلاصہ ہے۔ اس میں اس مذہب کے عقائد ورسوم بیان کیے گئے ہیں۔ موجودہ زرتشتیت کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں اوستا کی کئی ایسی کتابوں کا ذکر ہے جو آج دست یاب نہیں ہے۔ یہ کتاب نویں صدی عیسوی میں کئی مصنفین نے مرتب کی ہے۔ دینکرد کُل نو (۹) کتابوں (نسک) پر مشتمل تھی، لیکن اس کی ابتدائی کتابیں اول، دوم اور سوم کا کچھ حصہ ضائع ہو چکا ہے۔ اس کتاب کا اصلی نسخہ اب دست یاب نہیں ہے۔

عقائد

زرتشت مذہب کے عقائد پانچ امور پر مشتمل ہیں، جن کی تفصیلات اس طرح ہیں۔

۱۔توحید یا ثنویت (Dualism)

زرتشت سے منسوب 'اوستا' کے قدیم حصے 'گاتھا' اور دساتیر میں موجود موحدانہ تعلیمات کی بنا پر معلوم ہوتا ہے کہ زرتشت پکے موحد تھے اور انھوں نے توحید کی ہی تعلیم دی تھی، لیکن ان کے بعد ان کے پیروکاروں میں مشرکانہ مذہب فروغ پا گیا۔موجودہ زرتشت مذہب کی بنیاد ثنویت (Dualism) پر ہے۔

اس تصور کے مطابق دنیا کا خالق ایک نہیں، بلکہ دو ہیں۔ایک وہ جس نے تمام مفید اور نفع بخش اشیاء پیدا کیں، خیر کے خالق اس خدا کو 'اہورا مزدا' کہتے ہیں۔اس کے مقابل دوسرا خالق وہ ہے جس نے تمام مضر اور تکلیف دہ امور تخلیق کیے اور خدائے شر قرار پایا۔اس خدا کو 'اہرمن' (Angra Mainyu) کہا جاتا ہے۔عصر حاضر میں پارسیوں کے ہاں بھی موحدانہ رجحان فروغ پا رہا ہے اور ثنویت کی ایسی تشریحات پیش کی جا رہی ہیں جو توحید کے خلاف نہ ہوں۔تاہم اس میں بنیادی طور پر خیر و شر کے علیحدہ خالق کا تصور وہی ہے۔

۲۔آمیشہ سپنتہ (Amesha Spenta)

گاتھاؤں میں ہمیں چھ (۶) متبرک نورانی ہستیوں یا صفات کا ذکر ملتا ہے، جنھیں آمیشہ سپنتہ یعنی غیر فانی کہا جاتا ہے:

۱۔	وُہومناہ	(Vohu Manah)	نیک خیال
۲۔	آشا وہشتا	(Asha Vahishta)	صداقت
۳۔	خشترا ویریہ	(Khshathra Vairya)	مکمل اختیار
۴۔	سپنتہ ارمیتی	(Spenta Armaiti)	عقیدت اور اخلاص
۵۔	ہوروَتات	(Haurvatat)	بے عیبی
۶۔	امریتات	(Ameretat)	ابدیت

ان میں سے اوّل الذکر تین ہستیاں مؤنث (مادہ) خیال کی جاتیں ہیں۔مذہبی کتابوں اور پارسیوں کے عقیدے کے مطابق یہ چھ ہستیاں خدائے خیر اہورا مزدا کے ساتھ ہوتی

ہیں۔ بعض اوقات ان سپندوں کو فرشتوں کا سردار اور بعض کے نزدیک اسے اہورا مزدا کی صفات سمجھا جاتا ہے۔ گاتھاؤں کی ان سپندوں کے حصول کی دعائیں بھی ملتی ہیں، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی کتاب کے مطابق یہ دراصل خدا کی صفات ہیں، تاہم زرتشت مذہب میں ان چھ صفتوں کے باقاعدہ جسم (Personified) مانے گئے ہیں۔

۳۔ یزداں (Yazata)

پارسیوں کے ہاں ہمیں بعض ایسی مقدس روحانی ہستیوں کا بھی ذکر ملتا ہے جو اسلام اور یہودیت میں ملائکہ جیسی ہستیوں کی طرح معلوم ہوتی ہیں۔ زرتشت مذہب میں یہ ہستیاں یزداں کہلاتی ہیں۔ زرتشتی عقائد کے مطابق یہ ہستیاں کائنات کے نظام کو چلانے کے لیے اہورا مزدا نے تخلیق کی ہیں۔ ان میں اکثر نام وہیں ملتے ہیں جو زرتشت مذہب سے قبل بابل اور ایران کے قدیم مشرکانہ مذاہب میں دیوتاؤں کے نام تھے۔ ان میں کئی نسوانی صفات کے بھی حامل ہیں۔ دیگر مذاہب میں انھیں دیوتا کہا جاتا ہے۔

۴۔ حیات بعد الموت

پارسیوں کے ہاں حیات بعد الموت کے عقیدے کے متعلق 'اوستا' میں تفصیل ملتی ہے، جہاں زرتشت اور اللہ تعالیٰ کے مابین ہونے والا مکالمہ درج ہے۔ اس کے مطابق نیک آدمی کی روح مرنے کے بعد تین دن تک گاتھا پڑھتی رہتی ہے، اس کے بعد نورانی ہیئت اختیار کر جاتی ہے۔ اسے خوش بودار ہوا ملتی ہے، جس سے ایک خوب صورت دوشیزہ پیدا ہوتی ہے۔ اس دوشیزہ کی رہ نمائی میں وہ ایک پل پار کر کے جنت تک پہنچ جاتا ہے، جب کہ بد کردار انسان کی روح کو انتہائی تکلیف ملتی ہے اور اسے بد بودار ہوا ملتی ہے۔ اس ہوا سے ایک بدصورت بڑھیا پیدا ہوتی ہے، جس کی رہ نمائی میں وہ ایک پل پار کرتے ہوئے اوندھے منہ جہنم میں گر جاتا ہے۔ یاسنا کے مطابق ہر شخص کو مرنے کے بعد ایک پُل 'چینوڈ' سے گزرنا ہوگا جو کہ تلوار سے زیادہ پتلا ہے۔ اس پل سے گزر کر نیک اور بد اپنے اپنے ٹھکانے یعنی بہشت اور جہنم میں جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی اوستا میں یہ تصور بھی ملتا ہے کہ دو فرشتے انسان کے اعمال کا اندراج کرتے ہیں، جو ایک عظیم عدالت میں تولے جائیں گے۔

۵۔ شاہ

شاہ نامہ میں ہمیں مختلف مقدس ہستیوں کا ذکر ملتا ہے، جنھیں 'شاہ' کا لقب دیا گیا ہے۔ عام معنوں میں شاہ سے مراد 'بادشاہ' ہے، لیکن اس کتاب میں ان شخصیات کے متعلق جو باتیں منسوب ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی عام انسان نہ تھے۔ شاہ نامہ اور زرتشتیت کے عام عقیدے کے مطابق کیومرث (Keyumars) زمین پر پہلے انسان تھے۔ کیومرث کا ذکر زرتشت کی مقدس کتابوں میں بھی ملتا ہے۔ یہ عقیدہ ابراہیمی مذاہب میں رائج پیغمبری کے عقیدے کے مماثل ہے۔

عبادت و رسوم

پارسیوں کے ہاں عبادت کا طریقہ بالکل سادہ ہے۔ صندل کی لکڑی سے آگ جلائی جاتی ہے اور اس آگ کے سامنے مقدس کلمات پڑھے جاتے ہیں۔ پارسیوں کے مطابق یہ عبادت آتش پرستی نہیں ہے، بلکہ وہ آگ کو یزدانی قوت کی علامت بتاتے ہیں۔ آگ کے سامنے عبادت کا یہ طریقہ ایران کے قدیم مذہب سے چلا آرہا ہے۔ عام طور پر یہ عبادت اکیلے ہی کی جاتی ہے، البتہ خاص تہواروں کے موقع پر اجتماعی عبادت کا بھی رواج ہے۔ مذہبی کتاب بالخصوص گاتھاؤں کی تلاوت بھی ثواب کا موجب سمجھی جاتی ہے۔

زرتشت مذہب میں مرنے کے بعد میت کو سلا ہوا کفن پہنایا جاتا ہے اور نہلانے کے بعد اسے لوہے کے تابوت میں رکھا جاتا ہے۔ یہ تابوت 'گھن' یا 'گاھان' کہلاتا ہے۔ اس کے بعد اس تابوت کو مرحوم کے اعزا و اقارب کے ہم راہ جنازے کی صورت میں 'دخمو' لے جاتے ہیں، جو کہ پارسیوں کا قبرستان ہوتا ہے۔ یہ کسی اونچائی (مثلاً پہاڑ) پر ایک قسم کا میدان ہوتا ہے، جس کی چار دیواریں ہوتی ہیں۔ انگریزی میں اسے Tower of silence کہا جاتا ہے۔ یہاں مرد اور عورت میت کے لیے علیحدہ کنویں ہوتے ہیں جہاں مردے کو رکھ کے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد مرنے والے کی یاد میں تیسرے، چوتھے، تیسویں اور ایک سال بعد تقریب کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

تہوار

پارسیوں میں عام طور پر درج ذیل تہوار منائے جاتے ہیں:

۱۔ زرتشت نو دِسو: یہ تہوار زرتشت کی برسی کا دن ہے، جو عیسوی کیلنڈر کے مطابق ۲۶/دسمبر کو آتا ہے۔ اس دن پارسی حضرات خاص طور پر عبادات کا اہتمام کرتے ہیں اور زرتشت کی سیرت بیان کرنے کے لیے محفلیں سجاتے ہیں۔ اس دن عبادت گاہ میں خاص طور پر حاضری دی جاتی ہے۔

۲۔ خورداد سال: یہ تہوار زرتشت کے یوم پیدائش کے طور پر منایا جاتا ہے۔ یہ پارسیوں کے لیے انتہائی پرمسرت دن ہوتا ہے۔ اس دن عبادات کا بھی خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔

۳۔ نوروز: نوروز ایرانی کیلنڈر کے نئے سال اور موسم بہار کا پہلا دن ہوتا ہے، جس کے خیر مقدم کے لیے ایران بھر میں پرمسرت تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ یہ دن عام طور پر ۲۱/مارچ کے آس پاس منایا جاتا ہے۔ نوروز کا تہوار زرتشت مذہب کے ماننے والے بھی بڑی عقیدت سے مناتے ہیں۔ اسے ایران کے قومی تہوار کی حیثیت حاصل ہے۔

۴۔ شبِ یلدا: یہ تہوار سردیوں کے موسم میں منایا جاتا ہے۔ یہ تہوار ۲۱/اور ۲۲/دسمبر کی درمیانی رات کو منایا جاتا ہے، جو سال کی طویل ترین رات شمار ہوتی ہے۔ رات بھر جشن کا سماں ہوتا ہے اور مختلف تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔ تربوز اور انار کو کھانوں میں خاص طور پر شامل کیا جاتا ہے۔ خاندان کے سارے لوگ ایک جگہ جمع ہو کر اس رات کو گزارتے ہیں۔ چوں کہ اس رات کو نجس اور نحوست والی تصور کیا جاتا ہے، اس لیے لوگ اس میں چراغاں کرتے یا آگ جلاتے ہیں، تاکہ وہ اس کی نحوست اور شیطانی نقصانات سے محفوظ رہ سکیں۔

۵۔ پتیتی: یہ ایرانی کیلنڈر کے آخری پانچ روز منایا جاتا ہے۔ ان دنوں گھروں کو سجایا جاتا ہے اور ایک دوسرے کو تحائف دیے جاتے ہیں۔ اس دن خاص طور پر سوجی، دال، پلاؤ اور مچھلی پکائی جاتی ہے۔

فرقے اور تحریکیں

زمانۂ قدیم میں دیگر مذاہب کی طرح زرتشت مذہب میں بھی کئی فرقے تھے، لیکن

اس کے زوال کے بعد یہ فرقے بھی معدوم ہو گئے۔اس وقت جو فرقے ہیں ان کے درمیان کوئی اہم اختلاف نہیں ہے۔ان کی عبادت گاہیں،عبادت کا طریقہ اور رسوم و روایات یکساں ہیں۔صرف چند معاملات میں معمولی اختلاف ہے۔پارسیوں کے اکثر فرقے بھارت سے تعلق رکھتے ہیں۔نیز ان کے ہاں جدت پسند اور قدامت پسند طبقہ بھی موجود ہے، جو اپنی اپنی فکر کے مطابق زرتشت مذہب کی تشریح کرتا ہے۔اس کے علاوہ بھی علاقائی اعتبار سے پارسیوں کے گروہ موجود ہیں۔لیکن ہم انھیں فرقہ نہیں کہہ سکتے۔چند اہم گروہ یہ ہیں:

۱۔مہر بابا: مہر بابا (1894-1969) ایک مشہور صوفی پارسی تھے۔ ان کے ماننے والے انھیں وقت کے دیوتا کا اوتار مانتے ہیں۔ یہ تصور غالباً ہندوؤں سے ان کے ہاں آیا ہے۔مہر بابا اسلامی تصوف کے سلسلے سے بھی وابستہ تھے۔

۲۔علم خوشنوم: یہ پارسیوں کا ایک مختصر فرقہ ہے، جو تصوف کا قائل ہے۔ یہ ایک علیحدہ فرقہ نہیں۔ بلکہ پارسیوں کے سبھی فرقوں میں موجود ہیں۔علم خوشنوم گاتھاؤں میں روحانی علم کو کہا گیا ہے۔پارسیوں میں اس تحریک کے بانی بہرم شاہ شروف (1857-1927) ہیں۔ پارسیوں میں اہل تصوف کے ہاں الگ سے رسوم یا عبادت گاہیں نہیں ہیں، تاہم شاہ شروف نے اپنی تعلیمات کے فروغ کے لیے ممبئی (بمبئی) میں ایک عبادت گاہ بنائی تھی۔

۳۔شہنشاہی، قدیمی، فصلیل: ایرانی کیلنڈر کے متعلق بعض اختلاف کی بنا پر پارسیوں کے ہاں تین گروہ ہیں جنھیں شہنشاہی، قدیمی اور فصلل کہا جاتا ہے۔

۴۔جدت پسند گروہ (Restorationists): یہ ایک پارسی تحریک ہے، جس سے وابستہ لوگ صرف گاتھاؤں پر ایمان رکھتے ہیں۔ موجودہ پارسیوں میں ان کی تعداد تقریباً پندرہ (۱۵) فیصد ہے۔

****